مجید لاہوری مرحوم

یہ گدھے

مار کھانا اور آگے بڑھنا اس کا کام ہے۔ گدھا اگر "ترقی پسند" ہوتا، تو علم بغاوت بلند کرتا۔ اور اس کی ذمہ داری کا بوجھ بھی انسان کے کندھوں پر پڑتا۔ اور انسان چپکے سے یہ بوجھ "سائنس" کے کاندھوں پر ڈال دیتا لیکن "سائنس" —— "ترقی پسند" ہے۔ یہ ٹرک منوں بوجھ اٹھاتے ہیں مگر پیٹرول نہ ہو تو ایک قدم آگے نہیں بڑھتے۔ گدھا بھوکا پیاسا رہتا ہے، اس کے باوجود چلتا جاتا ہے۔ کبھی یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ میری گھاس میں اضافہ کرو۔ اگر کسی وقت وہ کسی کے بہکانے سے صدائے احتجاج بلند کرے —— یعنی "ڈھینچوں، ڈھینچوں" کے "قومی ترانے" سے سٹرائیک کا آغاز کرے۔ تو چند لاٹھیاں اسے کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ یہ مار کھاتا اور کام کرتا ہے۔ کس قدر "وفادار" ہے۔!

گدھا بیمار ہو یا زخمی —— تھکا ہارا ہو بوجھ تلے دبا ہوا۔ جب تک اس میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی سکت اور آپ کے ہاتھ میں لاٹھی ہے آپ اسے ہنکائے لئے چلے جائیں۔ وہ ایک لفظ بھی آپ کے خلاف نہیں کہے گا۔ بڑھتا چلا جائے گا۔ اور مزے میں آئے گا تو گائے گا۔

ع رکنا میرا کام نہیں بڑھنا میری شان

امریکا کا گدھا ہو یا روس کا۔ انگلستان کا گدھا ہو یا ہندوستان کا، افریقہ کا ہو یا ایران کا خراسان کا، یا پاکستان کا وہ کہیں کا ہو۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ وہ گدھا ہے "گدھا" ——

دنیا کی تاریخ میں بڑے بڑے انقلاب آئے لیکن گدھے کی فطرت میں کوئی انقلاب نہیں آیا۔

وہ کل بھی گدھا تھا، آج بھی گدھا ہے۔

یوں تو ہر جگہ گدھوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ لیکن کراچی کی تعمیر ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے یہ بڑی بڑی عمارتیں، یہ لمبی لمبی سڑکیں پہلے کہاں تھیں؟ ماہی گیروں کی چھوٹی سی بستی بڑھتے بڑھتے، پھیلتے پھیلتے بہت بڑا شہر بن گئی۔ گدھے باہر سے ریت لاتے رہے۔ سیمنٹ۔ بجری، چونا اور اینٹ گارا پہنچاتے رہے، اور دیکھتے دیکھتے یہ شہر دنیا کا بڑا شہر بن گیا۔ پہاڑوں کے تنگ اور پیچ در پیچ راستے جہاں کوئی ٹرک

نہیں جاسکتا وہاں گدھا ہی پہنچ سکتا ہے۔ گدھے کے ساتھ گاڑی کے اضافہ نے تو سونے پر سہاگہ کا کام کیا اس طرح ایک گدھا گدھوں کا بوجھ اٹھانے لگا اور وہ کام جو گاڑی کے بغیر پورے ڈیڑھ سو برس میں ختم ہوتا پچاس برس میں ختم ہوگیا۔ قوموں کی زندگی میں پچاس برس ایک لمحہ کے برابر ہیں۔ یوں سمجھئے کہ پلک جھپکنے میں یہ سب کچھ ہوگیا جو وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔

"سائنس" بھی اتنا بڑا کمال نہیں کرسکتی۔ جو اس "گدھا "گاڑی" نے کیا۔ جسے آپ کراچی میں ہر موڑ پر دیکھ سکتے ہیں۔

"یہ گدھا گاڑی" آپ کو کسی اور شہر میں نہیں مل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان شہروں نے بڑی دیر میں ترقی کی۔ کیونکہ وہاں گدھے بغیر گاڑی کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ پنجاب میں تو بیل گاڑیوں سے زیادہ کام لیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں کی رفتار بہت سست رہی۔ لاہور کی تعمیر مغلوں کے زمانہ سے شروع ہوئی اور آج تک ختم ہونے میں نہیں آئی۔ وہاں کے لوگ "ڈھگوں" پر بھروسہ کرتے رہے۔ اگر وہ بھی گدھا گاڑیاں بناتے تو اتنے طویل عرصہ میں وہ لاہور کو "نیویارک" بنا سکتے تھے۔!

دنیا کے کسی ترقی یافتہ ملک میں آپ کو "گدھا گاڑیاں" نظر نہ آئیں گی۔ گدھے نے تاریخ میں اگر کوئی ترقی کی ہے تو وہ یہی ہے کہ کراچی والوں نے اسے گاڑیوں میں استعمال کیا اور ایک گدھے نے گدھوں کا بوجھ اٹھایا۔ ایک آدمی جس کام کو پچاس دن میں کرتا ہے۔ چار آدمی اسے یقیناً کم دنوں میں کریں گے۔ یہ "چوتھی جماعت" کے "حساب" مؤلفہ خواجہ المتخلص بہ "روڈ" کا ایک سادہ سا "سوال" ہے لیکن ایک گدھے نے گاڑی کی مدد سے وہ کام کیا جسے شاید چار گدھے مل کر بھی نہ کرسکتے!

گھوڑے اس سے پہلے بہت ہی مغرور تھے۔ انہیں گھمنڈ تھا کہ وہ بلا شرکت غیرے ایک گاڑی کے مالک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بڑی بے راہ روی سے سڑکوں پر چلتے تھے۔ اور گدھے کو دیکھ کر فخر سے سر اونچا کرلیتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی "راہ گیر" (آج کی ماڈرن اصطلاح میں "پناہ گیر") گاڑی کے نیچے آجاتا تھا۔

لیکن گدھے میں نام کو غرور نہیں۔ وہ اس وقت بھی گدھا تھا جب گاڑی کا "دم چھلا" اس کے ساتھ نہیں لگا تھا اور آج بھی ویسا ہی گدھا ہے۔ پس —— ثابت ہوا کہ وہ "بڑا آدمی" ہو کر "بدماغ" نہیں ہوا۔ ورنہ وہ بھی گھوڑے کی طرح گمراہ ہوجاتا۔ اور آئے دن تصادم ہوتے رہتے۔ یہ ایک تاریخی

حقیقت ہے کہ آج تک کوئی شخص گدھا گاڑی کے نیچے آکر نہیں مرا۔ اس کی وجہ گدھے کی "سلامت روی" ہے۔

کار جب سڑک پر سے گذرتی ہے تو پیدل چلنے والوں پر بڑی بدتمیزی سے خاک دھول اڑاتی ہے وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتی اور سمجھتی ہے کہ یہ سب میرے سامنے گرد ہیں۔ لیکن "گدھا گاڑی" نے کبھی ایسی بدتمیزی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وہ انسان کو ہمیشہ انسان سمجھتی ہے۔ آپ ایک مثال پیش نہیں کر سکتے جب "گدھا گاڑی" نے کبھی سڑک پر خاک اڑائی ہو۔ ٹرام کا انجن فیل ہو جائے تو وہ کراچی کی زبان میں "کھٹارا" ہے۔ کار کا پیٹرول ختم ہو جائے تو وہ "بے کار" ہے۔ ریل کے انجن کا کوئلہ ختم ہو جائے تو وہ "گدھا گاڑی" سے بھی زیادہ ذلیل سواری ہے "یہ گدھا گاڑی" ہے جو ہر حالت میں چلتی ہے۔ سچ کہتے ہیں:

"چلتی کا نام گاڑی ہے ——— !"

گدھا گاڑی میں عموماً دو گدھے ہوتے ہیں۔ ایک تو اصلی گدھا ہوتا ہے جو گاڑی کھینچتا ہے۔ اور دوسرا "محض گدھا" ہوتا ہے یہ اصلی گدھے کے ساتھ دوڑتا ہے۔ پہلے تو ہم سمجھے کہ گاڑی میں ایک گدھا کافی ہے۔ دوسرے کی تو یار لوگ یوں ہی "بیخ" لگاتے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ دوسرا گدھا "تربیت" اور تعلیم کے لیئے گاڑی سے بندھا رہتا ہے۔ تین سال تک یہ تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر اعلیٰ تعلیمی ڈگری لے کر اپنی گاڑی آپ چلاتا ہے۔ اور ایک "نئے شاگرد پیشہ" کی تعلیم و تربیت میں منہمک ہو جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں اگر ایک پڑھا لکھا شخص ایک ایک جاہل کو اسی طرح پڑھاتا تو آج ہمارے ملک میں تعلیم عام ہو جاتی، اور لوگ بجائے انگوٹھا لگانے کے "راشن کارڈ کی درخواست" پر دستخط کرتے۔ بہر حال پہلے سال گدھا نمبر ۲ محض گدھا رہتا ہے۔ دوسرے سال وہ پچاس فی صدی گدھا بن جاتا ہے یعنی اگر کسی موڑ پر دائیں یا بائیں مڑنا ہو تو وہ "ہینڈل" کا کام دیتا ہے۔ اور کبھی کبھی وہ "بریک" کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے دو سال میں وہ "بی اے" یعنی بن جاتا ہے۔ پھر وہ "ایم اے" پاس کرتا ہے ——— اور کبھی کبھی اصل گدھے کی جگہ لیتا ہے۔ اس کے بعد وہ گدھا نمبر ا۔ یعنی مکمل گدھا بن جاتا ہے۔ اور زندگی کی دوڑ میں حصہ لیتا ہے۔ کام کرتا ہے۔ مار کھاتا ہے مگر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جب تک موت کی منزل نہیں آتی۔

ہندوستان اور پاکستان آزاد ہو گئے۔ لیکن گدھے ابھی تک غلام ہیں۔ وہ ہمیشہ غلام رہیں گے ———

(بقیہ صـ۳۲ پر)